شمارہ نمبر ۵

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

فروری/مارچ ۲۰۱۸ء



دوماہی مجلّہ

الاجماع

مؤمل ابن اسماعیل، سلفی اور عرب علماء کی نظر میں۔ ★ امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثقہ ہیں۔

حافظ ابن خسرو رحمۃ اللہ علیہ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں۔



ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

النعمان سوشل میڈیا سروسز

کی فخریہ پیشکش

دفاع احناف لائبریری

سینکڑوں کتب کا بیش بہا ذخیرہ

ماخوذ: مجلہ الاجماع

Www.AlnomanMedia.com

AlnomanMediaServices@gmail.com

Facebook.com/AlnomanMediaServices

"دفاع احناف لائبریری" موبائل ایپلیکیشن پلے سٹور سے ڈاؤنلوڈ کریں

App link https://tinyurl.com/DifaEahnaf

امام، حافظ ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن خسروؒ (م ۵۲۶ھ) محدثین کے نزدیک ثقہ، حافظ ہیں۔

مولانا نذیر الدین قاسمی

مسند امام اعظم کے مؤلف، امام، حافظ ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن خسروؒ (م ۵۲۶ھ) محدثین کے نزدیک ثقہ، حافظ ہیں۔ لیکن غیر مقلد رئیس ندوی صاحب کہتے ہیں کہ:

موصوف حسین بن محمد بن خسرو معتزلی [5] حنفی تھا اور رافضی [6] بھی، طبقاتِ روافض میں ابن ابی واسطی نے اس کا ذکر کیا اور بتلایا کہ مناقبِ اہل بیت میں اس نے ایک کتاب لکھی ہے، اس نے ایک نسخہ حدیث تیار کیا، جس میں علی بن محمد بن عبید اللہ عن ابی بکر محمد بن عمر کے حوالہ سے احادیث جمع کیا، مگر بقول ابن حجر: یہ پورے کا پورا نسخہ مکذوب ہے۔ [7]

---

[5] کیا غیر مقلدین، رئیس ندوی اور علی زئی کے نزدیک معتزلی ہونا جرح ہے؟ جبکہ خود زبیر علی زئی صاحب اور غیر مقلدین کے مطابق صحیحین وغیرہ میں ہی ایک جماعت کی احادیث ہیں، جن پر قدری وغیرہ ہونے الزام ہے۔ کیا ان کی حدیث رد کر دی جائے گی؟ **(نور العینین ص:۱۰۸)**

اپنی پسند کے راوی کا دفاع اور مخالف کے راوی پر جرح اور یہ زئی صاحب کی دوغلی پالیسی نہیں ہے، بلکہ ان کی تحقیق ہے؟ **(اللہ ان کی غلطی کو معاف فرمائے۔۔ آمین)**

[6] ماشاء اللہ! اب غیر مقلدین کے نزدیک رافضیوں کا قول بھی حجت ہے، بس اہل حدیث حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ طاؤسؒ اور ابن جریجؒ جو کہ صحیحین کے مرکزی رواۃ میں سے ہیں، انہیں بھی رافضی کہہ دیں، کیونکہ انہیں بھی کتب رافضـــــیہ میں شمار کیا گیا ہے، چنانچہ طاؤسؒ کو رجال کشی لابی جعفر طوسی: صفحہ ۵۵، ۱۰۱، رجال طوسی لابی جعفر طوسی: صفحہ ۹۴ میں شیعہ رافضی کہا گیا ہے، اسی طرح ابن جریجؒ کو **رجال کشی: صفحہ ۳۹۵، رجال طوسی: صفحہ ۲۳۳** اور اصحابِ صادق: رقم ۱۶۲ میں شیعہ رافضی بتایا گیا۔

امید ہے کہ غیر مقلدین اب طاؤس اور ابن جریج کو بھی رافضی مانیں گے۔

نوٹ: جس راوی کا جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق ہونا ثابت ہو جائے، تو غیر مقلدین کے نزدیک اس کا قدری، خارجی، شیعی، معتزلی، جھمـــی اور مرجئی وغیرہ ہو جا صحتِ حدیث کے خلاف نہیں ہے۔ **(نور العینین: صفحہ ۶۳)**

لہذا یہ اعتراض ہی مردود ہے۔

[7] کسی کتاب میں منکر اور موضوع حدیثوں کے ذمہ دار اوپر کے راوی ہوتے ہیں، نہ کہ مصنف خود، جیسا کہ غیر مقلدین کا اصول ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے **الاجماع: شمارہ نمبر ۴: صفحہ ۷۸، الاجماع: شمارہ نمبر ۲: صفحہ ۹۹۔**

نیز، حافظ ابن حجرؒ کی پوری عبارت یہ ہے:

ابن عساکر نے کہا کہ موصوف حسین نے بہت سی روایت بیان کی ہے، مگر وہ کوئی بھی علم نہیں جانتا تھا۔[8] ابن ناصر نے کہا کہ وہ حاطب اللیل اور معتزلی تھا، اس نے مسند ابی حنیفہ کے نام سے بھی ایک کتاب لکھی ہے۔ **(اللمحات: جلد ۱: صفحہ ۱۵۰)**

زبیر علی زئی اہل حدیث عالم لکھتے ہیں کہ یہ (ابن خسرو) ضعیف اور حاطبِ لیل بھی تھا،[9] کسی معتبر و مستند محدث سے اس کی توثیق ثابت نہیں ہے۔ **(فتاویٰ علمیہ: جلد ۲: صفحہ ۳۹۱)** لیکن یہ تمام کے تمام اعتراضات غیر مقلدین کے اپنے اصولوں سے ہی باطل و مردود ہیں، جیسا کہ تفصیل حاشیہ میں موجود ہے۔

اب جمہور محدثین کی توثیق و ثناء ملاحظہ فرمائیے:

(۱) حافظ ذہبیؒ **(م ۷۴۸ھ)** فرماتے ہیں کہ ' المُحَدِّثُ، مكثر، العَالِمُ، مُفِيدُ أَهْلِ بَغْدَادَ ' ابن خسروؒ محدث ہیں، کثرت سے روایت کرنے والے ہیں، عالم ہیں، اور اہل بغداد کو نفع پہنچانے والے ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۱۱: ص ۴۴۶، سیر اعلام النبلاء: جلد ۱۹: صفحہ ۵۹۲، میزان الاعتدال: جلد ۱: صفحہ ۵۴۱)**

ورأيت بخط هذا الرجل جزءا من جملته نسخة رواها، عَن عَلِيّ بن محمد بن علي بن عُبَيد الله الواسطي , حَدَّثَنَا أبو بكر محمد بن عمر البابزاني بجامع واسط , حَدَّثَنَا الدقيقي عن يزيد بن هارون، عَن حُمَيد، عَن أَنس ... .والنسخة كلها مكذوبة على الدقيقي۔

اس میں علی بن محمد بن علی الواسطی اور ابو بکر محمد بن عمر البابزانی مجہول ہیں، اور بہت ممکن ہے کہ یہی لوگ ان جھوٹی حدیثوں کے ذمہ دار ہیں نہ کہ ابن خسروؒ۔

[8] ابن خسروؒ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ کچھ نہیں جانتے تھے، صحیح نہیں ہے، کیونکہ ان کی تصنیف مسندِ امام اعظم خود اس بات پر شاہد ہے کہ وہ محدث اور حافظ الحدیث تھے، نیز کئی محدثین نے ان کی توثیق کی ہے، انہیں شیخ، عالم، امام، حافظ، مکثـــــر اور اپنے وقت کا محدث، فقیہ اور بغداد کو نفع پہنچانے والا کہا ہے، بلکہ خود حافظ ابن عساکرؒ نے انہیں شیخ کہا ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

کیا ایسے القاب کا حامل شخص کچھ علم بھی نہیں رکھتا؟

[9] لین کی جرح بہت ہلکی ہے، جس سے راوی کا ضعف ثابت نہیں ہوتا، جس کا اقرار خود مقلدین کر چکے ہیں۔ **(مسنون رکعاتِ تراویح: صفحہ ۲۴، انوار البدر وغیرہ)** لہذا یہ جرح ہی مردود ہے، اسی طرح حاطب اللیل ہونا بھی کوئی جرح نہیں ہے، اس لئے کہ کئی محدثین کے بارے میں کہا گیا کہ وہ حاطبِ لیل تھے، مثلاً: قتادہؒ کو امام شعبیؒ نے اور ابن الجوزیؒ کو ابن حجرؒ نے حاطبِ لیل کہا ہے۔ **(تہذیب الکمال: جلد ۲۳: صفحہ ۵۱۰، لسان المیزان: جلد ۲: صفحہ ۴۰۰)**

اب کیا یہ حضرات بھی غیر مقلدین کے نزدیک ضعیف ہو جائیں گے؟

(۲) امام ابن عساکرؒ (م ۵۷۱ھ) آپ کو شیخ کہتے ہیں۔ **(ذم من لا یعمل بعلمہ: صفحہ ۳۸)** اور غیر مقلدین کے نزدیک شیخ کہنا راوی کی توثیق ہوتی ہے۔ **(الاجماع: شمارہ نمبر ۲: صفحہ ۱۱۰)**

(۳) حافظ ابو سعد السمعانیؒ (م ۵۶۲ھ) کہتے ہیں کہ '**مفید بغداد في عصرہ**' ابن خسروؒ اپنے زمانہ میں بغداد والوں کیلئے مفید تھے۔ **(ذیل علی تاریخ بغداد للسمعانی** بحوالہ لسان المیزان: جلد ۳: صفحہ ۲۰۷)

(۴) امام، حافظ ابو طاہر سِلَفیؒ (م ۵۷۶ھ) نے آپ کو **ثقہ** کہا ہے۔

(۵) اسی طرح امام قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے آپ کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ **(الثقات للقاسم: ۳/۴۳۷)**

نوٹ:

حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ نے امام ابو طاہر سلفیؒ (م ۵۷۶ھ) کی کتاب **'معجم الشیوخ'** کا ذکر کیا ہے۔ **(کتاب الثقات للقاسم : ج ۳ : ص ۱۷۰)**

(۶) شیخ، علامہ حاجی خلیفہؒ (م ۱۰۶۷ھ) آپ کو امام، حافظ کہتے ہیں۔ **(سلم الوصول: جلد ۲: صفحہ ۵۵)**

(۷) حافظ صلاح الدین صفدیؒ (م ۷۶۴ھ) فرماتے ہیں کہ ' مُفِيد أهل بَغْدَاد فِي وقته ' ابن خسروؒ اپنے وقت میں اہل بغداد کو نفع پہنچانے والے تھے۔ **(الوافی بالوفیات للصفدی: جلد ۱۳: صفحہ ۲۵)**

(۸) الشیخ الاجل، ابو سعید ظہیر الدین شعیب بن ابراہیمؒ، ابن خسروؒ کو شیخ، امام اور حافظ کہتے ہیں۔ **(مسند امام اعظم بروایۃ ابن خسرو : جلد ۱: صفحہ ۱۴۳)**

۹ – امام ابن نجّارؒ (م ۶۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ '**فَقِيه أهل الْعرَاق بِبَغْدَاد فی وقته**' بغداد میں اپنے زمانہ کے فقیہ اہل عراق تھے۔ **(الجواھر المضیۃ للحافظ القرشی: جلد ۱: صفحہ ۲۱۸)**

ثابت ہوا کہ حافظ ابن خسروؒ جمہور کے نزدیک ثقہ، فقیہ، محدث، اور حافظ الحدیث ہیں۔

شمارہ نمبر ۱۶

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

ستمبر / ۲۰۲۰



دوماہی مجلّہ

الاجماع



* امام کے پیچھے قراءت کرنے کی ممانعت۔(قسط ۳)
* امام ابو منصور الماتریدیؒ (م ۳۳۳ھ) کی توثیق۔
* حافظ محمد بن یوسف الصالحیؒ (م ۹۴۲ھ) نے کئی ائمہ احناف کو ثقہ، ثبت قرار دیا ہے۔
* امام یزید بن ہارونؒ (م ۲۰۶ھ) کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) صدوق اور متقن ہیں۔

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

امام ابو منصور الماتریدیؒ (م ۳۳۳ھ) کی توثیق۔

- مولانا نذیر الدین قاسمی

مشہور متکلم، امام، حجت، ابو منصور، محمد بن محمد بن محمود الماتریدیؒ (م ۳۳۳ھ) کی توثیق درج ذیل ہے:

- مشہور صدوق، امام نجم الدین النسفیؒ (م ۵۳۷ھ) نے کہا: " **الإمام علم الهدى حضرة الشيخ** "۔ **(القند في ذكر علماء سمرقند: ص ۱۵)**

- امام علاء الدین، شمس النظر، ابو بکر السمرقندیؒ (م ۵۳۹ھ) نے کہا: " **الشيخ الإمام الزاهد، رئيس مشايخ سمرقند**"۔ **(میزان الاصول: ج ۱: ص ۸۵،۹۷)**

نیز کہا کہ " **رئيس ماوراء النهر الشيخ الإمام الأجل** "۔ **(میزان الاصول: ج ۱: ص ۱۹۱)**

- حافظ ابو سعد السمعانیؒ (م ۵۶۲ھ) نے کہا: " **الشيخ الإمام أبي منصور الماتريدي** "۔ **(الانساب للسمعانی: ج ۱۲: ص ۳)**

- صاحب المحیط البرہانی، برہان الدین، محمود بن احمد البخاریؒ (م ۶۱۶ھ) نے کہا: " **الشيخ الإمام الزاهد رئيس أهل السنة إمام الهدى أبو منصور الماتريدي رحمه الله** "۔ **(المحیط البرہانی: ج ۵: ص ۴۱۳)**

- حافظ ابن دقیق العیدؒ (م ۷۰۲ھ) نے کہا: " **الفاضل أبو منصور الماتريدي** "۔ **(شرح الالمام باحادیث الاحکام: ج ۴: ص ۵۵۷)**

- فقیہ صفی الدین الارموی الہندیؒ (م ۷۱۵ھ) نے کہا: " **الإمام الزاهد** "۔ **(نهاية الوصول في دراية الأصول: ج ۳: ص ۹۰۳)**

- امام عبد العزیز بن احمد، علاء الدین البخاریؒ (م۷۳۰ھ) نے کہا: ”**رئیس مشایخ سمرقند الشیخ الإمام أبو منصور الماتریدي**“۔(**کشف الأسرار شرح أصول البزدوي: ج۱: ص۲۹۹**)

- امام ابو عبد اللہ، محمد بن ابراہیم الکنانی الحمویؒ (م۷۳۳ھ) نے کہا: ” **الإمامان الجلیلان أبو الحسن الأشعري وأبو منصور الماتریدي رحمھما اللہ تعالی**“۔(**إیضاح الدلیل في قطع حجج أھل التعطیل: ص۸**)

- امام فخر الدین الزیلعیؒ (م۷۴۳ھ) نے کہا: ” **الشیخ الإمام أبو منصور الماتریدي** “۔(***تبیین الحقائق*: ج٦: ص۲۵**)

- ثقہ، ثبت، حافظ عبد القادر القرشیؒ (م۷۷۵ھ) نے کہا: ” **شیخ الإسلام، رئیس أھل السنة، کان من کبار العلماء**“۔(**الجواہر: ج۱: ص۵٦۲، ۳۵٦، ج۲: ص۱۳۰**)

- محدث عینیؒ (م۸۵۵ھ) نے کہا: ”**إمام الھدی الشیخ الإمام** “۔(***العنایۃ*: ج۱: ص۴۲۹، ج۲: ص۳۹۵**)

- محدث ملا علی قاریؒ (م۱۰۱۴ھ) نے کہا: ” **أبو منصور الماتریدي، وھو إمام جلیل مشھور** “۔(**مرقاۃ: ج۸: ص۳۴۴۵**)

- فاضل، عالم، ابو حامد، محمد البدیریؒ (م۱۱۴۰ھ) نے کہا: ” **الإمام الحجة أبي منصور الماتریدي** “۔(**الجواھر الغوالي في ذکر الأسانید العوالي - مخطوط**)

- حافظ مرتضی الزبیدیؒ (م۱۲۰۵ھ) نے کہا: ”**کان إمامًا جلیلًا مناضلًا عن الدین موطدًا لعقائد أھل السنة، قطع المعتزلة، وذوي البدع في مناظراتھم، وخصمھم في محاوراتھم حتی أسکتھم.. وکان یقال له إمام الھدی ..**“۔

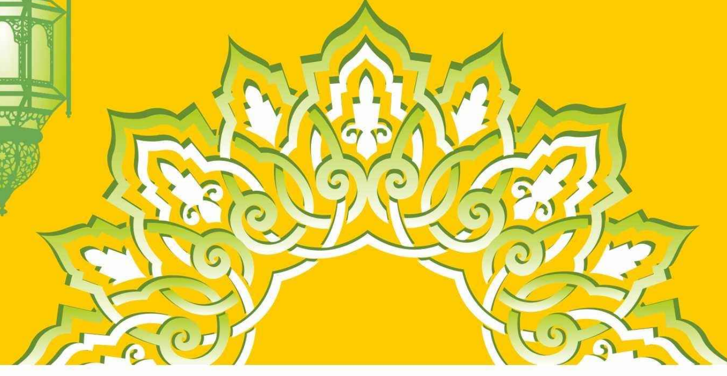
- شیخ عبد اللہ المراغیؒ کہتے ہیں کہ "**كان أبو منصور قوي الحجة، مفحمًا في الخصوم، دافع عن عقائد المسلمين، ورد شبهات الملحدين، ونفى عن العقائد كل ما اعتراها من زيغ وما علق بها من شبه**"۔ **(الموسوعة الميسرة في تراجم أئمة التفسير: ج۳: ص۲۳۵۷)**

- شیخ عادل النویہضؒ نے کہا: **"إمام الهدى" و "إمام المتكلمين، و "مصحح عقائد المسلمين" و "رئيس أهل السنة"**۔ **(معجم المفسرین: ج۲: ص۶۱۱)**

لہذا یہ دینی شہرت، امام ابو منصور، محمد بن محمد بن محمود الماتریدیؒ **(م۳۳۳ھ)** کے صدوق ہونے کیلئے کافی ہے۔ **(مجلہ الاجماع: ش۱۴: ص۵۷)**، نیز ان کو فاضل، عالم، ابو حامد محمد البدیریؒ **(م۱۱۴۰ھ)** نے حجت، امام قرار دیا، جیسا کہ گزر چکا۔ لہذا وہ صدوق، حجت، امام ہیں۔

شمارہ نمبر ۲۴ | جولائی / ۲۰۲۲

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا


دوماہی مجلّہ

الاجماع



* نماز کی "۴" رکعتوں میں قراءت کرنا فرض ہے۔
* صاحب مسند ابی حنیفة، حافظ طلحة بن محمد الشاہدؒ (م ۳۸۰ھ) صدوق، عادل ہیں۔
* کیا حماد بن ابی سلیمانؒ (م ۱۲۰ھ) کا آخری عمر میں اختلاط ہو گیا تھا۔
* نصر الرحمٰن فی توثیق الامام حماد بن ابی سلیمان۔
* کیا حماد عن ابراہیم النخعی کی سند ضعیف ہے؟؟؟

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

صاحب مسند ابی حنیفۃ، حافظ طلحۃ بن محمد الشاہدؒ (م ۳۸۰؁ھ) صدوق، عادل ہیں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

حافظ ابو القاسم، طلحۃ بن محمد الشاہدؒ (م ۳۸۰؁ھ) صدوق، عادل ہیں۔ چنانچہ

(۱)　حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳؁ھ)،

(۲)　محمد بن الحسین، ابو طاہر الموصلیؒ (م ۴۴۸؁ھ)،

(۳)　ابو القاسم، علی بن محسن ابی علی التنوخیؒ (م ۴۴۷؁ھ)،

(۴)　محمد بن علی، ابو العلاء الواسطیؒ (م ۴۳۱؁ھ)،

(۵)　امام ابو سعد السمعانیؒ (م ۵۶۲؁ھ) وغیرہ نے ان کو ’’معدل‘‘ قرار دیا ہے۔ (**تاریخ بغداد: ج۱: ص۵۶، ج۳: ص۲۹۸، ج۱۳: ص۳۲۹، المتفق و المفترق للخطیب: ج۳: ص۱۷۰۷، الانساب للسمعانی: ج۵: ص۳۸۷**)

اور کسی راوی کو ’’معدل‘‘ قرار دینا، اس کی توثیق ہوتی ہے۔ چنانچہ ’’معدل‘‘ کے بارے میں حافظ ابو سعد السمعانیؒ (م ۵۶۲؁ھ) فرماتے ہیں کہ ’’**هذا اسم لمن عدل وزكى وقبلت شهادته عند القضاة**‘‘۔ (**الانساب: ج۱۲: ص۳۴۲**)

(۶)　امام ابو المؤید الخوارزمیؒ (م ۶۶۵؁ھ) نے کہا: ’’**الإمام الحافظ الشاهد العدل**‘‘۔

نیز کہا کہ ’’**كان مقدم العدول و الثقات الأثبات في زمانه**‘‘۔ (**جامع المسانید: ج۱: ص۴، ج۲: ص۴۸۷**)

(۷)　حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸؁ھ) نے کہا: ’’**الشاهد المعدَّل المقرئ لكنه معتزلي**‘‘۔

نیز کہا: ’’**الشاهد، الشيخ، العالم، الأخباري، المؤرخ**‘‘ اور ان کی منفرد روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ (**سیر: ج۱۶: ص۳۹۶، العبر: ج۲: ص۱۵۶، مناقب: ص۸۱، تاریخ الاسلام: ج۴: ص۹۵۵**)

(۸)　امام ابن العماد الحنبلیؒ (م ۱۰۸۹؁ھ) نے کہا: ’’**الشاهد المعدّل المقرئ**‘‘۔ (**شذرات الذہب: ج۴: ص۴۲۲**)

(۹)　علامہ خیر الدین الزرکلیؒ (م ۱۳۹۶؁ھ) نے کہا: ’’**طلحة بن محمَّد بن جعفر الشاهد، أبو القاسم: مؤرخ، من**

أهل بغداد. له (أخبار القضاة) وهو من رجال الحديث، صحيح السماع، إلا أنه كان معتزليا داعية، فترك أهل الحديث الرواية عنه'' (طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد، ابوالقاسم، مؤرخ اور اہل بغداد میں سے ہیں، اخبار القضاۃ آپ کی تصنیف ہے، وہ حدیث کے راویوں میں سے اور صحیح السماع ہیں، البتہ چونکہ وہ معتزلی اور اس کے داعی تھے، اس لئے محدثین نے آپ سے روایت لینا چھوڑ دی)۔ **(الاعلام: ج ۳: ص ۲۲۹)**

لہذا وہ صدوق ہیں۔

فقیہ عراق، حافظ محمد بن شجاع، ابو عبد اللہ ابن الثلجیؒ (م ۲۶۶ھ) پر کلام؟

-مولانا نذیر الدین قاسمی

مشہور فقیہ عراق، حافظ محمد بن شجاع، ابو عبد اللہ ابن الثلجیؒ (م ۲۶۶ھ) کے بارے میں

(۱)　امام ابو عبد اللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶ھ) نے کہا: ''وهو المقدم في الفقه والحديث وقراءة القرآن مع ورع وعبادة'' وہ حدیث، فقہ، قرآن کی قراءت میں تقی اور عبادت کے ساتھ مقدم ہیں۔(**اخبار ابی حنیفۃ: ص ۱۶۴**)

(۲)　امام ابو طالب، علی بن انجب، تاج الدین ابن الساعیؒ (م ۶۷۴ھ) نے کہا: ''كان من أعيان فقهاء زمانه، وهو الذي فتق فقه أبي حنيفة، واحتجّ له، وأظهر علله، وقوّاه بالحديث، وكان من أهل العدل والتوحيد''۔(**الدر الثمین: ص ۱۷۱**)

(۳)　ثقہ، ثبت، حافظ عبد القادر بن محمد القرشیؒ (م ۷۷۵ھ) نے کہا: ''وكان فقيه أهل العراق فى وقته والمقدم فى الفقه والحديث وقراءة القرآن مع ورع وعبادة''۔(**الجواہر المضیۃ: ج ۲: ص ۶۰**)

(۴)　حافظ تقی الدین المقریزیؒ (م ۸۴۵ھ) نے کہا: ''وفقيه أهل العراق في وقته. والمقدم في الفقه، والحديث، وقراءة القرآن، مع ورع وعبادة''۔(**تاج التراجم: ص ۲۴۲**)

(۵)　فقیہ علی بن امر اللہ الحنائیؒ (م ۹۷۹ھ) نے کہا: ''كان فقيه أهل العراق في وقته، والمُقَدَّم في الفقه والحديث وقراءة القرآن، مع ورعٍ وعبادة''۔(**طبقات الحنفیۃ للحنائی: ص ۸۲**)

(۶)　قاضی محمد بن سلیمان الکفوی الرومیؒ (م ۹۹۰ھ) نے کہا ''وكان فقيه أهل العراق في وقته، والمُقَدَّم في الفقه والحديث وقراءة القرآن، مع ورعٍ وعبادة''۔(**کتاب اعلام الاخیار من فقہاء مذہب النعمان المختار: مخطوطۃ المکتبۃ المحمدیۃ بالمدینۃ: رقم ۹۲: فولیو [Folio] نمبر ۱۱۴**)

(۷)　محدث ملا علی القاریؒ (م ۱۰۱۴ھ) کہتے ہیں کہ ''وفقيه أهل العراق في وقته والمقدم في الفقه والحديث وقراءة القرآن مع ورع وعبادة''۔(**طبقات الحنفیۃ للقاری بحوالہ الفوائد** البهية في تراجم الحنفية: **ص ۱۷۲**)

(۸)　علامہ خیر الدین الزرکلیؒ (م ۱۳۹۶ھ) نے کہا: ''محمد بن شجاع ابن الثلجي البغدادي، أبو عبد الله: فقيه

العراق في وقته. من أصحاب أبي حنيفة. وهو الّذي شرح فقهه واحتج له وقوّاه بالحديث''۔(الاعلام: ج٦: ص١٥٦-١٥٧)

معلوم ہوا کہ حافظ محمد بن شجاع ابن الثلجیؒ (م۲۶۶ھ) حدیث، فقہ اور قراءۃ القرآن میں مقدم ہیں اور اہل عدل میں سے ہیں۔

جروحات کا جواب:

امام مزیؒ (م۷۴۲ھ) کہتے ہیں کہ

و كان أحد الجهمية القائلين بالوقف فى القرآن و المصنفين فى ذلك، و لعثمان بن سعيد الدارمى كتاب فى الرد عليه و على صاحبه بشر بن غياث المريسى و غيرهما من الجهمية۔ (۱)

قال أبو عمر محمد بن العباس بن حيويه الخزاز: حدثنا أبو مزاحم موسى بن عبيد الله بن يحيى بن خاقان، عن عمه أبى على عبد الرحمن بن يحيى بن خاقان أنه سأل أحمد بن حنبل عن ابن الثلجى، فقال: مبتدع صاحب هوى۔

و قال محمد بن خلف و كيع القاضى: حدثنا السرى بن مكرم المقرىء، قال: بعث المتوكل إلى أحمد بن حنبل يسأله عن ابن الثلجى و يحيى بن أكثم فى و لاية القضاء فقال: أما ابن الثلجى فلا، و لا على حارس۔

و قال أحمد بن جعفر بن حمدان، عن عبد الله بن أحمد بن حنبل: سمعت القواريرى قبل أن يموت بعشرة أيام و ذكر ابن الثلجى، فقال: هو كافر. قال: فذكرت لإسماعيل القاضى، فسكت. فقلت له: ما أكفره

---

(۱) کئی ثقہ رواۃ یا صدوق رواۃ پر جہمی، قدری، شیعی، وغیرہ ہونے کا الزام ہے۔ اور اہل حدیث، عالم زبیر علی زئی صاحب کا کہنا ہے کہ صحیحین وغیرہ میں ہی ایک جماعت کی احادیث ہیں، جن پر قدری وغیرہ ہونے الزام ہے۔ (**نور العینین ص:۱۰۸**)، کیا ان کی حدیث رد کردی جائے گی؟ حالانکہ جس راوی کا حدیث میں صدوق ہونا ثابت ہو جائے، تو اس کا قدری، خارجی، شیعی، معتزلی، جہمی اور مرجئ وغیرہ ہونا صحتِ حدیث کے خلاف نہیں ہے۔ (**نور العینین: ص ۶۳**) اور ائمہ کے حوالے گزر چکے کہ وہ حدیث میں مقدم اور عادل تھے۔ لہذا ان پر جہمی ہونے کی جرح صحت حدیث کے منافی نہیں ہے۔ اور انہوں نے خلق قرآن کے مسئلہ سے رجوع کرلیا تھا، جس کا حوالہ آگے آرہا ہے۔

إلا بشيء سمعه منه؟ قال: نعم۔ (۱)

و قال أبو أحمد بن عدی: کان یضع أحادیث فی التشبیه و ینسبها إلی أصحاب الحدیث یثلبهم بذلك۔ (۲)

---

(۱) امام احمدؒ کا ''مبتدع صاحب ھوی''، اور باقی ائمہ کا ابن الثلجیؒ (م ۲۶۶ھ) کو کافر کہنا، یہ خلق قرآن کے عقیدہ کی وجہ سے تھا۔ جس کا جواب دیا جا چکا ہے۔ حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) کہتے ہیں کہ

''و قال أحمد ابن حنبل: کان ابن الثلجي من أصحاب بشر بن غیاث۔ و قد جاء من غیر وجه أن ابن الثلجي کان ینال من أحمد بن حنبل و أصحابه. و کلام الأقران و المتعاصرین بعضهم في بعض محمول. اللهم ارحم الکل، و ارض عمن اتبع الحق و نحاه و إن غلط''

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ابن الثلجیؒ بشر بن غیاث کے ساتھیوں میں سے تھے، اور متعدد طرق سے منقول ہے کہ ابن الثلجیؒ، امام احمدؒ اور ان کے ساتھیوں کی برائی کرتے تھے، اور معاصرین و ہم زمانہ لوگوں کا ایک دوسرے کے بارے میں کلام قابل تحمل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ تمام پر رحم فرمائے اور حق کی اتباع کرنے والے اور اسی کا قصد کرنے والے سے چاہے ان سے غلطی ہوئی ہو، اللہ راضی ہو۔ (**تذہیب تہذیب الکمال للذہبی: ج ۸: ص ۱۳۴**)،

لہذا اس مسئلہ میں معاصرین کا کلام مضر نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اور مشہور صدوق، حافظ الحدیث، امام ابو الخیر ابن الجزریؒ (م ۸۳۳ھ) کہتے ہیں کہ

''و کان ینال من أحمد و أصحابه و ینتقص الشافعي, و کتب في وصیته: لا یعطی من ثلثي إلا من قال: القرآن مخلوق, قلت: لما حضرته الوفاة رجع عن ذلك کله و ذکر مناقبهم, و مات یوم عرفة وهو ساجد في آخر سجدة من صلاة العصر سنة أربع و ستین و مائتین, و قیل: سنة ست و ستین في عاشر الحجة, فلعل ذلك کان دلیل قبول توبته, عفا الله عنا و عنه و رحمنا''

اور وہ امام احمدؒ اور ان کے ساتھیوں کی برائی اور امام شافعیؒ کی تنقیص کرتے تھے، اپنی وصیت میں انہوں لکھا تھا کہ میرے مال کے ثلث میں سے اسی کو دیا جائے جو یہ کہے کہ قرآن مخلوق ہے، میں کہتا ہوں کہ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے ان تمام چیزوں سے رجوع کر لیا تھا اور ان کے مناقب بیان کئے تھے، اور ان کی وفات عرفہ کے دن عصر کی نماز کے اخیر سجدہ میں ہوئی ۲۶۴ھ اور قول یہ ہے کہ ۱۰/ ذی الحجہ ۲۶۶ھ کو ہوئی، پس شاید یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی توبہ قبول ہوگئی، اللہ تعالیٰ ہمیں اور انہیں معاف فرمائے اور ہم پر رحم فرمائے۔ (**غایۃ النہایۃ لابن الجزری: ج ۲: ص ۱۵۲**)، لہذا اب ان پر خلق قرآن کا اعتراض صحیح نہیں ہوگا۔

(۲) ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کی جرح کئی لحاظ سے غیر صحیح ہے۔ کیونکہ

و قال زکریا بن یحیی الساجی : فأما ابن الثلجی فکان کذابا احتال فی إبطال الحدیث عن رسول اللہ

اولاً جس حدیث کو ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے ذکر کیا کہ ابن الثلجیؒ (م ۲۶۶ھ) نے اس کو وضع کیا ہے۔ وہ یہ ہے:

روی عن حبان بن هلال، وحبان ثقة، عن حماد بن سلمة، عن أبي المهزم، عن أبي هريرة، عن النبي صَلی الله عَليه وسَلم، قال: إن الله خلق الفرس فأجراها فعرقت، ثم خلق نفسه منها۔

ابن الثلجیؒ (م ۲۶۶ھ) تک اس روایت کی متصل وصحیح سند، ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے ذکر نہیں کی۔ اور نہ ہی کسی صحیح ،متصل سند سے ثابت ہے کہ ابن الثلجیؒ (م ۲۶۶ھ) نے یہ روایت حبان بن ہلالؒ کے حوالہ سے بیان کی ہے۔ **فیما اعلم**

کیونکہ راوی اسماعیل بن محمد بن مفضلؒ (م ۳۴۷ھ) نے جب یہ روایت ابن الثلجیؒ (م ۲۶۶ھ) سے بیان کی، تو کہا کہ ''أُخبِرْتُ عَنْ مُحَمَّدِ بن سجاع التلخی''۔ لہذا یہاں انقطاع ہے اور جن حضرات نے سماع کی صراحت کی وہ سند ثابت ہی نہیں ہے۔ (**الموضوعات لابن الجوزی: ج۱: ص۱۰۵، الاباطیل للجورقانی: ج۱: ص۱۸۶**)

خلاصہ یہ کہ ابن الثلجیؒ (م ۲۶۶ھ) کا یہ روایت حبان بن ہلالؒ سے بیان کرنا ہی ثابت نہیں ہے۔ اور ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کا اعتراض کمزور ہے۔

دوم پھر اس روایت میں حماد بن سلمہؒ (م ۱۶۷ھ) کے استاد ابوالمھزم التمیمی متروک ہیں۔ (**تقریب: رقم ۸۳۹۷**) اور حماد بن سلمہؒ (م ۱۶۷ھ) کا آخری عمر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔ (**تقریب: رقم ۱۴۹۹**)،

تو کس دلیل کی بنیاد پر ابن الثلجیؒ ہی کو اس روایت کا ذمہ دار بتایا گیا ہے؟؟؟

سوم ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) سے بہت پہلے، حافظ ابن الثلجیؒ (م ۲۶۶ھ) کے معاصر، حافظ ابومحمد، ابن قتیبہؒ (م ۲۷۶ھ) نے صراحت کی ہے کہ یہ روایت دراصل حماد بن سلمہؒ (م ۱۶۷ھ) کے منہ بولے بیٹے، ابن ابی العوجاء الزندیق وغیرہ نے وضع کیا ہے۔

<u>ان کے الفاظ یہ ہیں:</u>

الزنادقة واجتيالهم للإسلام، وتهجينه بدس الأحاديث المستشنعة والمستحيلة كالأحاديث التي قدمنا ذكرها من عرق الخيل، وعيادة الملائكة، وقفص الذهب على جمل أورق، وزغب الصدر، ونور الذراعين، مع أشياء كثيرة، ليست تخفى على أهل الحديث منهم ابن أبي العوجاء الزنديق، وصالح بن عبد القدوس الدهري۔ (تاویل مختلف الاحادیث لابن قتیبة :ص ۴۰۴)

لہذا ابن الثلجیؒ (م ۲۶۶ھ) پر اس روایت کے وضع کرنے کا الزام باطل ومردود ہے۔

چہارم ابن عدیؒ کی جرح کے جواب میں محدث عینیؒ (م ۸۵۲ھ) کہتے ہیں کہ

''ونقل ابن الجوزي عن ابن عدي أنه كان يضع أحاديث في التشبيه ينسبها إلي أصحاب الحديث يثلبهم بها قلت:

صلی اللہ علیہ وسلم و ردہ، نصرۃ لفلان و مذھبہ۔ (۱)

و قال أبو الفتح محمد بن الحسين الأزدی الحافظ : كذاب لا تحل الرواية عنه لسوء مذهبه و زيغه عن الدين ۔(تہذیب الکمال: ج۲۵:ص ۳۶۲)[۲]

یہی وجہ ہے کہ محدث عینیؒ (م ۸۵۵ھ) کہتے ہیں کہ 'قد تکلموا فیہ بما لا ینبغي ''ان پر غیر مناسب طرح سے کلام کیا گیا ہے۔(نخب الافکار: ج۱۲:ص ۳۷۲)،

قلت: من جملة تصانيفه كتاب "الردّ على المشبهة" فكيف يصح هذا عنه، و كان دَيّنا صالحا عابدا''

(ابن الجوزیؒ، ابن عدیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ تشبیہ کے باب میں احادیث وضع کرتے تھے اور انہیں محدثین کی طرف منسوب کرتے تا کہ اس کے ذریعہ ان پر عیب لگائیں، میں کہتا ہوں: ان کی تصانیف میں سے ایک ''مشبہۃ پر رد'' بھی ہے، پس یہ بات کیسے صحیح ہو سکتی ہے، جبکہ وہ دین دار صالح اور عابد۔)۔(نخب الافکار: ج۱:ص ۶۸)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن الثلجیؒ (م ۲۶۶ھ) پر اس روایت کے وضع کرنے کا الزام صحیح نہیں ہے۔

پنجم اگر بالفرض ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کی جرح کو صحیح بھی مان لیا جائے، تو زیادہ سے زیادہ وہ ''متکلم فیہ من جھۃ اعتقادہ''اعتقاد کی وجہ متکلم فیہ ہے۔جیسا کہ حافظ ابو الخیر ابن الجزریؒ (م ۸۳۳ھ) نے کہا ہے۔(غایۃ النہایۃ لابن الجزری: ج۲:ص ۱۵۲)،

لہذا وہ کم از کم تشبیہ و اعتقاد والی روایات کے علاوہ میں وہ صدوق ہونگے۔ واللہ اعلم

(۱) فقیہ، محدث سے زیادہ حدیث کے معانی و مطلب کو جانتا ہے، جیسا کہ امام ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) نے صراحت کی ہے۔(سنن الترمذی: تحت حدیث نمبر ۹۹۰)، اور حافظ ابن الثلجیؒ (م ۲۶۶ھ) بالاتفاق فقیہ ہیں۔ لہذا اگر وہ احادیث رسول ﷺ کی تاویل کریں، تو اس کی وجہ سے ان کو کذاب نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔ خاص طور سے جب کہ ان سے حدیث میں کذب صادر ہونا ثابت ہی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(۲) یہ جرح بھی حدیث میں کذب کی وجہ سے نہیں بلکہ دیگر وجوہات اور خارجی امور سے ہوئی ہے۔ جن کی وجہ سے ان کو حدیث میں مجروح نہیں قرار دیا جا سکتا ہے اور جن کے جوابات دئے جا چکے ہے۔